محمد عبدالشہید نعمانی

امام ابوحنیفہ کی تابعیت اور صحابہؓ سے ان کی روایت

آخری قسط

مولانا ابوتراب رشد اللہ سندھی صاحب العلم الرابع نے اپنی کتاب "الاعلام برد الامام" میں جو مسانید ابوحنیفہ کے تراجم رجال پر مشتمل ہے اور جس کا قلمی نسخہ کاتب الحروف پیش نظر ہے، حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا کے تذکرہ میں ان تمام شکوک وشبہات پوست کندہ تردید کر دی ہے جو اس سلسلہ میں ان معترضین کو پیش آئے ہیں۔ بحث کی کے پیش نظر ہم اس کتاب سے حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا کا پتمامہا نقل دیتے ہیں :-

عائشۃ بنت عجرد روی عنہا	عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے امام ابوحنیفہ
الامام عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم	نے براہ راست بھی روایت کی ہے اور وہ حضور
وعن عثمان بن راشد عنہا	علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتی ہیں اور عثمان
عن ابن عباس ذکرھا الذھبی	بن راشد کے واسطے سے بھی ان کی روایت حضرت
فی المیزان وقال: لا تکاد	ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔ حافظ ذہبی نے
تعرف۔ قال الدارقطنی:	"میزان" میں ان کا ذکر کیا ہے، اور کہا ہے کہ یہ معروف

لاتقوم بها حُجّة ويقال لها صحبة ولم يثبت ذلك، بل ارسلت فاوهمت انها صحابية - اه - اقول القائل بصحابيتها ابن معين صرح به الذهبي نفسه في تجريد الصحابة ولاشك انه اعلى كعبا من الذهبي و من نحا نحوه وجدت مافي تاريخه المروي من جهة العباس الاصم عن عباس الدوري عن ابن معين ان اباحنيفة صاحب الرأي سمع عائشة بنت عجرد تقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم - وقول الحافظ ابن حجر انه غلط في الصيغة غلط بعد ما اعتبرها مثل ابن معين وحكم بها على صحابيتها وذكر بعضهم اياها في التابعيات انما هو الجهل فلا يحتج به

نہیں ہیں۔ اور دارقطنی کہتے ہیں کہ ان سے حُجت نہیں پکڑی جا سکتی۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ صحابیہ تھیں مگر یہ بات ثابت نہیں ہے بلکہ انھوں نے ارسال (یعنی صحابی کا نام درمیان سے حذف) کرکے یہ وہم پیدا کر دیا ہے کہ وہ صحابیہ ہیں (الخ) میں کہتا ہوں کہ ان کی صحابیت کے قائل ابن معین ہیں، اس کی تصریح خود حافظ ذہبی نے "تجرید الصحابہ" میں کی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن معین ذہبی اور ان جیسے دیگر حضرات سے بلند پایہ ہیں۔ اس امر کی دلیل جو ابن معین کی "تاریخ" میں مذکور ہے اس "تاریخ" کو عباس اصم، عباس دوری کے واسطے سے ابن معین سے روایت کرتے ہیں۔ (اس "تاریخ" کے الفاظ حسب ذیل ہیں:-) بلاشبہ امام ابوحنیفہ صاحب الرأی نے حضرت عائشہ بنت عجرد کو یہ فرماتے سُنا کہ وہ کہہ رہی تھیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا — حافظ ابن حجر کا اسے غلط کہنا بذاتِ خود غلط ہے۔ اس لیے کہ ابن معین جیسے بلند پایہ شخص نے اس حدیث کا اعتبار کیا ہے اور اس کی بنیاد پر ان کی صحابیت کا فیصلہ کر دیا ہے۔ اور بعض نے جو ان کا تذکرہ تابعیات کے ضمن میں کیا ہے۔ اس کا سبب بھی جہالت ہے

على علم لا سيما علم عالم متقن بصير كابن معين فانه رئيس النقاد ورئيسهم باتفاق اهل السداد فلا يدهشك حكم الذهبي في التجريد على قول ابن معين بالشذوذ لان شذوذ الثقة الناقد الغير المنافي لما رواه الثقات غير مضر عندهم في الصحة وبعد تحقيق الصحبة لا يضر جهالتها لان الصحابة على ما عرف في محله كلهم عدول - والله تعالى اعلم بالصواب -

اور علم کے مقابلہ میں جہالت کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا اور خاص طور پر اس وقت جبکہ علم بھی عالم متقن اور بصیرت رکھنے والے کا ہو جیسا کہ ابن معین ہیں، اس لیے کہ وہ بالاتفاق ناقدوں کا سردار اور ان کے پیشوا ہیں۔ لہذا "تجرید الصحابہ" میں ذہبی کا ابن معین کے قول کو شاذ کہہ دینا تم کو کسی قسم کی دہشت میں مبتلا نہ کرے۔ کیوں کہ محدثین کے نزدیک ایک ناقد ثقہ کا تنہا کسی بات کو بیان کرنا جبکہ وہ دوسرے ثقات کی روایت کے منافی نہ ہو صحت روایت کے لیے مضر نہیں اور جب حضرت عائشہ کی صحابیت متحقق ہوگئی تو ان کا معروف نہ ہونا مضر نہیں۔ اسی لیے کہ تمام صحابہ جیسا کہ اپنے موقع ومحل پر ثابت ہوچکا ہے، عادل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۴ خود امام اعظمؒ کی مشہور تصنیف "کتاب الآثار" میں یہ روایت امام [illegible] ابو یوسفؒ دونوں کے نسخوں میں مذکور ہے :۔

ابو حنيفة قال حدثنا [illegible] قال سمعت ابا [illegible] يه وسلم قال:

امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ ہم سے حضرت عبداللہ بن حبیبہؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوالدرداءؓ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ایک موقع پر جب کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھا آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوالدرداء! جس نے

عہ "ثبت": وہ کتاب جس میں ان ر دیف ... تک بیان کرتاہے۔

۱ و ۲ ملاحظہ ہو "عقود" ان شهد ان

لا اله الا الله وانی رسول الله وجبت له الجنة۔ قال قلت له وان زنی وان سرق فسکت عنی ثم سار ساعة ثم قال من شهد ان لا اله الا الله و انی رسول الله وجبت له الجنة قلتُ: وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق وان رغم انف ابی الدرداء۔

قال فکانی انظر الی اصبع ابی الدرداء السبابة یومی بها الی ارنبته۔ [1]

اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، اگرچہ اس نے زنا کیا ہو یا چوری کی ہو تب بھی؟ یہ سُن کر آپ ذرا دیر خاموش رہے، پھر کچھ دیر چلتے رہے اور پھر آپ نے یہی ارشاد فرمایا کہ جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس کا رسول ہوں اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ میں نے پھر عرض کیا اگرچہ اس نے زنا کیا اور چوری کی ہو تب بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو تب بھی اور اگرچہ ابوالدرداءؓ کی ناک مٹی میں رگڑی جائے جب بھی۔

ابن ابی حبیب کہتے ہیں: میں ابوالدرداءؓ کی شہادت کی انگلی کو دیکھ رہا تھا کہ وہ اس کے ذریعہ اپنی ناک کے بانسے کی طرف اشارہ کرتے جا رہے تھے۔

---

[1] ملاحظہ ہو کتاب الآثار نسخہ امام ابویوسف صفحہ ۱۹۷ باب الغزو والجیش
ایضاً کتاب الآثار نسخہ امام محمد صفحہ ۹۰ طبع مطبع انوار محمدی لکھنؤ

علامہ ابن عابدین شامی اپنے ثبت[عـه] "عقود اللآلی فی اسانید العوالی" میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

وقال الشهاب المنيني هذا الحديث يشهد لمن اثبت رواية ابى حنيفة عن الصحابة فان عبدالله ابن ابى حبيبة عده الحافظ ابن حجر فى الصحابة قال فى الاصابة واسمه الادرع بن الاذعر الانصارى الاوسى قال ابن ابى داؤد شهد الحديبية وذكره البخارى وابن حبان و غيرهما فى الصحابة وقال البغوى كان يسكن قبا[۵۱]	شہاب منینی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس شخص کے دعوٰی کی شاہد ہے جو امام ابوحنیفہ کی صحابہ سے روایت کو ثابت کرتا ہے اس لیے کہ حافظ ابن حجر نے عبداللہ بن ابی حبیبہ کو صحابہ میں شمار کیا ہے چنانچہ وہ "الاصابہ" میں فرماتے ہیں ان کے والد ابوحبیبہ کا نام ادرع بن الاذعر ہے ، یہ انصاری اور اوسی ہیں۔ ابن ابی داؤد کہتے ہیں عبداللہ بن حبیبہ صلح حدیبیہ میں موجود تھے ۔بخاری اور ابن حبان وغیرہ نے ان کا صحابہ میں شمار کیا ہے۔ بغوی کا بیان ہے کہ یہ "قبا" میں سکونت پذیر تھے ۔

شہاب الدین احمد بن علی منینی جن کی تحقیق علامہ شامی نے نقل کی ، بڑے پایہ کے محدث ہیں ۱۱۷۲ھ میں انھوں نے وفات پائی ہے شیخ الشیوخ شہاب الدین منینی کے علاوہ متاخرین محدثین میں اور بھی متعدد حضرات ہیں جنھوں نے اپنے "اثبات" میں اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن ابی حبیبہ الانصاری صحابی کی روایت ہی قرار دیا ہے اور اس کو صحابہ سے امام ابوحنیفہ کی روایت کا شاہد گردانا - ان حضرات میں شیخ عبدالباقی حنبلی، محدث بن عقیلہ حنفی المتوفی ۱۱۵۰ھ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔[۵۲]

عـه "ثبت" :۔ وہ کتاب جس میں محدث اپنی روایت کردہ کتابوں کی اسناد اپنے شیخ سے لے کر مصنف تک بیان کرتاہے۔

۵۱ و ۵۲ ملاحظہ ہو "عقود اللآلی" صفحہ ۹۰۔ ۹۱ ۔طبع شام

لیکن خود حافظ ابن حجر نے "الایثار لمعرفۃ رواۃ الآثار" میں ان کا جو ترجمہ لکھا ہے، وہ حسب ذیل ہے۔

عبد اللہ بن ابی حبیبۃ الطائی عن ابی الدرداء وعنہ ابو حنیفۃ روی عنہ ابو اسحاق حدیثاً اخر فی افراد الدار قطنی وقال ابن ابی حاتم عبد اللہ بن ابی حبیبۃ عن ابی امامۃ بن سہل وعنہ بکیر بن عبد اللہ بن الاشج ولم یذکر فیہ جرحاً۔ ؎۱

عبد اللہ بن ابی حبیبہ طائی حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے اور امام ابوحنیفہؒ ان سے روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی حبیبہ سے ابو اسحاق نے بھی ایک حدیث روایت کی ہے جو افراد دار قطنی میں ہے۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی حبیبہ نے حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے بکیر بن عبد اللہ بن الاشج۔ ابن ابی حاتم نے ان کے بارے میں کسی قسم کی جرح نقل نہیں کی ہے۔

حافظ صاحب نے عبد اللہ بن ابی حبیبہ کو انصاری کے بجائے طائی قرار دیا ہے لیکن اس دعویٰ کی صحت کے لیے کوئی قرینہ چاہیے۔ ابن ابی حاتم کی جو عبارت حافظ صاحب نے نقل کی ہے اس میں جس عبد اللہ بن ابی حبیبہ کا تذکرہ ہے وہ حضرت ابو الدرداء سے نہیں بلکہ حضرت ابوامامہ سے روایت کرتے ہیں۔ حافظ صاحب کے اس بیان سے بعض اور لوگوں کو بھی ان کے تابعی ہونے کا شبہ ہو گیا ہے۔

متاخرین میں حافظ ابو المحاسن دمشقی نے امام اعظم کے مناقب پر ایک مفصل کتاب قلم بند کی ہے جس کا نام "عقود الجمان فی مناقب النعمان" ہے۔ موصوف نے اس کتاب میں امام صاحبؒ کی صحابہ سے روایت کی بحث میں زیادہ تر تو حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر

؎۱ "الایثار لمعرفۃ رواۃ الآثار" کا قلمی نسخہ مولانا محمد عبد الرشید نعمانی کے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہے اس کتاب میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے "کتاب الآثار" بروایت امام محمد کے راویوں کا

--ال لکھا ہے

وغیرہ کے مذکورہ بالابیانات پر ہی انحصار کیا ہے جن پر ہم ابھی سیر حاصل بحث کر
ہیں اس کے علاوہ انھوں نے مزید نکتہ سنجی یہ بھی فرمائی ہے جس کا خلاصہ علامہ شہاب الدین
احمد بن حجر مکی المتوفی ۹۷۳ھ کے الفاظ میں حسب ذیل ہے :-

قال بعض متاخری المحدثین ممن صنف فی مناقب الامام ابی حنیفۃ کتابا حافلا ماحاصلہ جزم خلائق من ائمۃ الحدیث بانہ لم یسمع من احد من الصحابۃ شیئا واحتجوا باشیاء منھا ان ائمۃ اصحابہ الاکابر کابی یوسف ومحمد وابن المبارک وعبد الرزاق وغیرھم لم ینقلوا عنہ شیئا من ذلک ولوکان لنقلوہ فانہ مما یتنافس فیہ المحدثون ویعظم افتخارھم بہ فان کل سند فیہ انہ سمع من صحابی لا یخلو من کذاب و باشیاء اخر قالوا واما رؤیتہ لانس وادراکہ لجماعۃ من الصحابۃ بالسن فصحیحان لاشک فیھما وما وقع للعینی

متاخرین محدثین میں سے ایک صاحب نے جن امام ابوحنیفہ کے مناقب پر مبسوط تصنیف ہے اس باب میں جو کچھ فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ائمہ حدیث کی ایک خلق کثیر نے اس امر کا یقین کرلیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے کسی صحابی سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔ ان حضرات نے بطور دلیل جن چیزوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ امام صاحب کے اصحاب میں جو اکابر ائمہ ہیں مثلاً امام ابویوسف، امام محمد، ابن المبارک اور عبدالرزاق وغیرہ انھوں نے اس سلسلہ میں کچھ نقل نہیں کیا حالانکہ اگر ایسی بات ہوتی تو یہ حضرات اس کو ضرور نقل کرتے کیوں کہ یہ ایک ایسی فضیلت ہے جس پر محدثین آپس میں رشک کرتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے ان کا فخر اور بڑھ جاتا ہے بات یہ ہے کہ ہر وہ سند جس میں یہ مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ رح نے کسی صحابی سے سنا ہے اس میں کوئی نہ کوئی کذاب راوی موجود ہے نیز اور باتیں بھی اس سلسلہ میں ان حضرات نے بیان کی ہیں اسی کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کا حضرت انس

انه اثبت سماعه من الصحابة رده عليه صاحبه الشيخ الحافظ قاسم الحنفي والظاهر ان سبب عدم سماعه ممن ادركه من الصحابة انه اول امره اشتغل بالاكتساب حتى ارشده الشعبي لما رأى من باهر نجابته الى الاشتغال بالعلم. ولا يسع من له ادنى المام بعلم الحديث ان يذكر خلاف ما ذكرته انتهى حاصل كلام ذلك المحدث۔ [1]

رضی اللہ عنہ اور اپنی عمر کے لحاظ سے بہت سے صحابہ کو پانا یہ دونوں باتیں بے شک صحیح ہیں اور عینی نے جو امام صاحبؒ کا سماع بعض صحابہ سے نقل کیا ہے اس کی تردید خود ان کے شاگرد حافظ قاسم حنفی ہی نے کردی ہے۔ امام صاحبؒ نے جن صحابہ کو پایا اور پھر ان سے حدیثیں نہ سنیں اس کا سبب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحبؒ اوائل عمر میں کسب معاش میں مشغول رہے تاآں کہ امام شعبی نے آپ کو غیر معمولی ہونہار دیکھ کر تحصیل علم کی طرف رہنمائی کی۔ (اس مصنف کا دعویٰ ہے کہ) جس شخص کو علم حدیث سے معمولی لگاؤ بھی ہو اس کو یہ گنجائش نہیں کہ وہ میرے اس بیان کے خلاف زبان کھول سکے۔ یہ خلاصہ ہے محدث مذکور کی تقریر کا۔

لیکن اول تو یہ نکتہ سنجی قواعد محدثین کے خلاف ہے چنانچہ خود علامہ ابن حجر مکی کو اس عبارت کے نقل کرنے کے بعد یہ اعتراف کرنا پڑا کہ

وقاعدة المحدثين ان راوي الاتصال مقدم على راوي الانقطاع لان معه زيادة علم تؤيد ما قاله العيني فاحفظ ذلك فانه مهم۔ [2]

محدثین کا یہ قاعدہ کہ "اتصال کا راوی انقطاع کے راوی پر مقدم ہے کیونکہ وہ مزید علم رکھتا ہے" عینی کے قول کی تائید کرتا ہے۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کیونکہ یہ اہم بات ہے۔

ثانیاً یہ محض غلط ہے کہ ہر وہ روایت جس میں امام صاحبؒ کا کسی صحابی سے سماع

---

[1] و [2] صفحہ ۲۳ الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم طبع دارالکتب العربیۃ الکبریٰ بمصر ۱۳۲۶ھ

مذکور ہے اس میں کوئی نہ کوئی غلط راوی موجود ہے کیونکہ ہم نے جو روایات پیش کی ان کے رُواۃ میں کسی غلط کا پایا جانا تو درکنار کسی راوی کے متعلق ضعف کا ثابت بھی مشکل ہے۔

ثالثاً یہ کہنا کہ امام صاحبؒ کے اصحاب سے اس سلسلہ میں ایک لفظ منقول نہیں اس لیے غلط ہے کہ ان حدیثوں کے نقل کرنے والے خود امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اور امام یحییٰ بن معین اگرچہ امام صاحب کے راست شاگرد نہیں ہیں لیکن وہ صاحبین شرف تلمذ رکھتے ہیں اور ان کا شمار ائمۂ حنفیہ ہی میں ہے۔

رابعاً اس قسم کا دعویٰ کرنا متاخرین کے لیے تو ویسے بھی مناسب نہیں کہ متقد کی اکثر کتابیں پچھلے دور میں ناپید ہو چکی تھیں ہاں یہ دعویٰ اس شخص کے لیے بیشک زیب دیتا ہے جس کی نظر قُدماء کی کتابوں پر ہو مثلاً ابن ندیم کہ اس کے سامنے ا کی تصنیفات تھیں اس کی شہادت امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں یہ ہے کہ

وکان من التابعین لقی عدۃ من الصحابۃ۔[۱]

وہ تابعی تھے اور متعدد صحابہ سے ان کی ملاقات ہوئی ہے۔

خامساً عدم سماع کا یہ سبب بیان کرنا کہ امام صاحبؒ ابتدائے عمر میں کسب م میں مشغول تھے اس لیے صحابہ سے حدیثیں نہ سکے بالفرض تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہ و کثرتِ روایت کی تو بیشک ہو سکتی ہے لیکن نفس عدم روایت کی نہیں اس لیے ک رؤیتِ صحابہ خود معترضین کو تسلیم ہے تو پھر ایک دو روایت کے سماع میں اور و اتفاقاً ہو جائے شبہ کی کیا گنجائش ہے اور ہمارا دعویٰ امام صاحبؒ کے بارے میں ی ہے کہ انھوں نے صحابہ سے بکثرت روایتیں کی ہیں بلکہ اصل دعویٰ یہ ہے کہ رؤیتِ کی طرح صحابہ سے ان کی روایت بھی ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ اس دعویٰ پر روایت ہو کسی حیثیت سے کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا خاص طور پر حضرت انس رضی اللہ

---

[۱] صفحہ ۲۹۸ الفہرست طبع مطبع استقامہ قاہرہ

حدیث کان یخضب بالحمرۃ جس کا بار بار ذکر آچکا ہے ایسی روایت ہے جس کی صحت خود معترضین کو بھی تسلیم ہے۔

جائے غور ہے کہ امام مسلم کے نزدیک اگر دو ہم عصروں میں لقاء کا امکان ہو تو گو ان کی روایت میں سماع کی تصریح نہ بھی ہو بلکہ روایت محض معنعن ہو جب بھی روایت متصل ہی سمجھی جائے گی۔ اور امام بخاری کے نزدیک اگر دو معاصروں میں ایک لحظہ کی ملاقات بھی ثابت ہوجائے تو جتنی حدیثیں بھی ایک معاصر اپنے دوسرے معاصر سے نقل کرے گا اتصال پر ہی محمول ہوں گی۔ لیکن یہاں اُلٹا معاملہ ہے، معاصرت اور امکان لقاء نہیں بلکہ صحابہ سے امام اعظمؒ کی ملاقات تک، کا معترضین کو اعتراف ہے۔ پھر یہ روایات بھی بلفظ عن نہیں بلکہ سمعت اور حدثنا کے صیغہ سے ہیں مگر منکرین ہیں کہ کسی طرح ماننے کے لیے تیار نہیں۔ سچ ہے ؏

تیرا ہی جی نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

خلاصۂ بحث محدث حرم شیخ الشیوخ ابراہیم بن حسن کورانی المتوفی ۱۱۰۱ھ کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

ان ادراکہ لجماعۃ من	امام ابوحنیفہ کا صحابہ کی ایک جماعت کو پانا
الصحابۃ ورؤیتہ لبعضہم	اور ان میں سے بعض کی زیارت کرنا صحیح اور ثابت
ثابت صحیح واما روایتہ عمن راٰھم	ہے۔ رہی یہ بات کہ جن حضرات کی زیارت کی ان سے
فصححھا بعضہم وضعفہا اخرون	روایت بھی کی تو بعض محدثین اس روایت کی تصحیح
فہو من التابعین رضی اللہ تعالیٰ	کرتے ہیں اور بعض تضعیف۔ بہرصورت وہ تابعین
عنہ وعنہم اجمعین۔ [۱]	میں سے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم اجمعین۔

---

[۱] واضح رہے کہ محدث کورانی نے اپنی تصنیف "مسالک الابرار" میں امام اعظم کی تابعیت پر بھی بڑی تفصیل سے کلام کیا ہے جس کا ماحصل محدث مغنی نے اپنے "ثبت" میں ان الفاظ میں تحریر کردیا ہے جو ہم نے نقل کیے ہیں۔ ملاحظہ ہو التعلیق القویم صفحہ ۶۵

اسی کے ساتھ علامہ مخدوم ہاشم محدث سندھی کا یہ فیصلہ بھی پڑھ لیجیے :-

واما روایتہ الحدیث	صحابہ سے امام صاحبؒ کے حدیث کی روایت
عن الصحابۃ فمختلف فیہ	کرنے کا مسئلہ اگرچہ مختلف فیہ ہے لیکن ظاہر یہی
والظاھر ثبوتھا عمن ثبتت	ہے کہ جن حضرات صحابہ کی زیارت ثابت ہے ان
لہ رؤیتہ ۔ ۵؎	سے روایت کا بھی ثبوت ہے ۔

تابعین میں افضل کون ہے؟

تابعیت کے باب میں محدثین میں ایک بحث یہ بھی چلی آتی ہے کہ حضرات تابعین میں افضلیت کے درجہ پر کون فائز ہے ۔ چنانچہ محدثین نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق صفات کو ملحوظ رکھتے ہوئے متعدد حضرات کے نام لیے ہیں لیکن اگر کثرتِ ثواب کو پیش نظر رکھ کر اس بحث کا فیصلہ کیا جائے تو فضیلت کی قبا حضراتِ تابعین میں امام ابوحنیفہ کے علاوہ اور کسی صاحب کے بدن پر راست نہیں آتی ۔ حق تعالیٰ شانہ نے امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کو چار دانگ عالم میں جو شہرت اور قبولیت عطا فرمائی ہے اس میں ان کا کوئی شریک و سہیم نہیں ۔ علامہ عبدالباقی بن احمد الفاضل الشامی نے اپنی تالیفِ منیف "الموارد العذبہ من فوائد النخبہ" میں جو اصولِ حدیث پر ان کی بیش بہا تالیف ہے اس پر جو داد تحقیق دی ہے وہ ہدیۂ ناظرین ہے :-

و وافضلھم (ای التابعین) سعید	تابعین میں سب سے افضل یا سعید بن
بن المسیب او قیس بن ابی حازم او	المسیب ہیں یا قیس بن ابی حازم یا حسن بصری
الحسن البصری او علقمہ او ابو عثمان النھدی	یا علقمہ یا ابو عثمان نہدی یا مسروق یا اویس قرنی
او مسروق او اویس القرنی قال العراقی	اور عراقی کی رائے میں حضرت اویس کی افضلیت
وھو الصواب لحدیث عمرؓ مرفوعاً	قرین صواب ہے ۔ اس لیے کہ حضرت عمرؓ کی

۵؎ التعلیق القویم صفحہ ۴۰

ان خیر التابعین رجل یقال له
اویس اخرجه مسلم کما فی التذہیب
واقول ان کان المراد بالافضلیة
الزیادة فی امر مخصوص کالزهد
والورع والحفظ وسعة الروایة
فمسلم لکنه غیر المتبادر وان
المراد بها کثرة الثواب المستلزم
لرفع الدرجات وقرب الزلفی
عند الله تعالی فافضلهم علی
الاطلاق ابوحنیفة النعمان بن
ثابت لایشك فی ذلك الا مکابر
وقاصر الاطلاع ۔

واما کونه من التابعین
فلانه ولد سنة ثمانین باتفاق
المحدثین والمؤرخین والخمس
سن الضبط والتمییز عند اکثر
الائمة فیکون قد ادرك ابا
الطفیل فانه قد مات سنة مائة
علی ما فی صحیح مسلم ومستدرك
الحاکم او مائة وسبع کما جزم به
ابن حبان وابن قانع وابن منده
او عشر کما صححه الذهبی
وانس بن مالك فانه مات

مرفوع حدیث ہے "خیر تابعین وہ شخص ہے جس کا
نام اویس ہے" یہ مسلم کی روایت ہے جیسا کہ تہذیب
میں مذکور ہے۔ اور میری رائے اس باب میں
یہ ہے کہ اگر افضلیت سے کسی مخصوص صفت مثلاً
زہد، ورع، حفظ حدیث اور کثرت روایت میں
زیادتی مراد ہے تو یہ بات تسلیم کی جا سکتی ہے،
گو اس بات کی طرف جلدی سے ذہن منتقل نہیں
ہوتا۔ اور اگر افضلیت سے مراد کثرت ثواب ہے
جس کا نتیجہ رفع درجات اور تقرب الٰہی ہے تو
اس صورت میں یقینی طور پر اس مرتبہ کے حامل
امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ہیں، اور یہ ایسی بات
ہے جس میں بجز کم علم اور مکابر اور کوئی شک نہیں
کر سکتا۔

رہا امام ابوحنیفہ کا تابعی ہونا سو محدثین و مورخین
کا اس پر اتفاق ہے ان کی ولادت ۸۰ھ میں
ہوئی ہے اور اکثر ائمہ کی رائے میں پانچ سال کی
عمر ضبط و تمیز کی عمر شمار ہوتی ہے۔ انھوں نے صحابہ
میں سے درج ذیل اصحاب کو پایا :- (۱) حضرت
ابوالطفیل کو کہ ان کا انتقال یا ۱۰۰ھ میں ہوا ہے
جیسا کہ صحیح مسلم اور مستدرک حاکم میں منقول ہے
یا جیسا کہ ابن حبان، ابن مندہ اور ابن قانع
نے جزم کے ساتھ بیان کیا ہے ۱۰۷ھ میں۔ یا
جیسا کہ ذہبی نے اس کی تصحیح کی ہے ۱۱۰ھ میں۔

سنة ثلاث وتسعين على المختار
ومحمود بن الربيع فانه مات
سنة تسع وتسعين بلا خلاف
وعبد الله بن بسر المازني
فانه مات سنة ست وتسعين
او ثمان وثمانين وسهل بن سعد
الساعدي فانه مات سنة ثمان
وثمانين او احدى وتسعين وعبد الله
بن ابي اوفى فانه مات سنة ست
او سبع او ثمان وثمانين وعمرو بن
حريث فانه مات سنة خمس و
ثمانين او ثمان وتسعين وابو امامة
الباهلي فانه مات سنة ست وثمانين
كما جزم به الجلال وواثلة بن الاسقع
فانه مات خمس او ست او ثمان وثمانين و
عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدي
فانه مات سنة ست او خمس او سبع او ثمان
او تسع وثمانين والهرماس بن زياد
الباهلي فانه مات سنة اثنتين و
مائة او اكثر صرح بهذه التواريخ
الشيخ وغيره. ومحمود بن لبيد الاشهلي

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کیونکہ
قول مختار کے مطابق آپ کا ۹۳ھ ہے۔ (۳)
حضرت محمود بن الربیع رض کہ ان کا انتقال بالاتفاق
۹۹ھ میں ہوا ہے (۴) حضرت عبداللہ بن بسر
المازنی کہ ان کا انتقال ۹۶ھ یا ۸۸ھ میں
ہوا (۵) حضرت سہل بن سعد ساعدی رض کہ ان کی
تاریخ وفات ۸۸ھ یا ۹۱ھ ہے (۶) حضرت
عبداللہ بن ابی اوفی کہ ان کا انتقال ۸۶ھ یا
۸۷ھ یا ۸۸ھ میں ہوا ہے (۷) حضرت عمرو
بن حریث رض کہ ان کا سنہ وفات ۸۵ھ یا
۹۸ھ ہے (۸) حضرت ابو امامہ باہلی رض کہ ان کا
انتقال جلال الدین سیوطی کی تصریح کے مطابق ۸۶ھ
میں ہوا ہے (۹) حضرت واثلہ بن الاسقع کہ ان
کا انتقال ۸۵ھ یا ۸۶ھ یا ۸۸ھ میں ہوا
ہے (۱۰) حضرت عبداللہ بن الحارث بن جزء زبیدی
کہ ان کا انتقال ۸۵ھ یا ۸۶ھ یا ۸۷ھ یا
۸۸ھ یا ۸۹ھ میں ہوا ہے عہ (۱۱) حضرت
ہرماس بن زیاد باہلی رض کہ ان کا انتقال ۱۰۲ھ
یا اس کے بعد ہوا ہے۔ یہ تاریخہائے وفات
شیخ (ابن صلاح) وغیرہ نے بیان کی ہیں (۱۲)
حضرت محمود بن لبید الاشہلی رض کہ ان کی تاریخ

عہ سابق میں ان کے سنہ وفات پر تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔

فانہ مات سنۃ ست وتسعین و السائب بن خلاد الخزرجی فانہ مات سنۃ احدی وتسعین والسائب بن یزید علی القول بانہ مات سنۃ ست وثمانین او احدی وتسعین وغیرھم من الصحابۃ۔

وقد صرح برؤیتہ لبعضھم وسماعہ منہ جماعۃ من المحدثین والمحققین کالطیالسی والدیلمی والحارثی فی مسانیدھم والبدرالعینی فی شرح معانی الآثار والقدوری فی شرح مختصر الکرخی والسرخسی فی شرح مختصر الحاکم وابن سعد والخطیب والذھبی والحافظ والیافعی والجزری فی جمال القراء والتوربشتی فی التحفۃ وصاحب الکشف فی سورۃ المؤمنین وذکر السیوطی فی بعض کتبہ انہ ادرک سبعین صحابیا وبعضھم لم یثبت السماع لکن راوی الاتصال مقدم علی راوی الانقطاع وبعض الرواۃ وان ضعف فقد تقوی بالمتابعۃ ومما یحکم بذلک العقل اذ من ابعد البعید

وفات ۹۶ھ ہے (۱۳) حضرت سائب بن خلاد خزرجیؓ کہ ان کا ۹۱ھ میں انتقال ہوا ہے (۱۴) حضرت سائب بن یزیدؓ کہ ایک قول کے مطابق ان کا انتقال ۸۶ھ یا ۹۱ھ میں ہوا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر صحابہ کا بھی آپ نے زمانہ پایا ہے۔

ان صحابہ میں سے بعض حضرات کی رؤیت اور ان سے سماع کی تصریح محدثین اور محققین کی ایک جماعت نے کی ہے جیسے کہ طیالسی، دیلمی اور حارثی نے اپنی اپنی مسانید میں اور بدرالدین عینی نے "شرح معانی الآثار" میں اور امام قدوری نے "شرح مختصر کرخی" میں اور امام سرخسی نے "شرح مختصر حاکم" میں نیز ابن سعد، خطیب، ذہبی، حافظ ابن حجر اور یافعی نے اور جزری نے جمال القراء میں اور توربشتی نے تحفہ میں اور صاحب الکشف نے سورۃ المؤمنین میں اور امام سیوطی نے اپنی بعض تصانیف میں یہاں تک ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے ستر صحابہ کو پایا تھا اور ان میں سے بعض علماء نے سماع کے ثبوت سے انکار کیا ہے لیکن یہ قاعدہ ہے کہ اتصال کا راوی انقطاع کے راوی پر مقدم ہوتا ہے۔ اگر بعض رواۃ اس میں ضعیف ہوں تب بھی متابعت کے ذریعہ ان کی تقویت ہو گئی ہے۔ پھر عقل کا فیصلہ یہ بھی ہے

ان یکون فی عصرہ جماعۃ من اکابر الصحابۃ وھو یاخذ العلم من صدور الرواۃ وافواہ الرجال ویطلبہ طلب الضالۃ المنشودۃ وھم فی بلدہ او بینہ وبینھم مسیرۃ ایام ولا یرحل الیھم بل لو کان بینہ وبینھم مسافۃ اعوام ورای الناس یھرعون الیھم من کل فج عمیق ویسرعون لزیارتھم من کل قطر سحیق لاستانف ما اخذ العلم عنھم بالوسائط ولرای نفسہ احق بالرحلۃ۔

واما کونہ اکثر ثوابا فلقولہ علیہ السلام من سن سنۃ حسنۃ کان لہ اجرھا واجر من عمل بھا الی یوم القیامۃ ولا شک فی ان لابی حنیفۃ مثل اجر کل من قلدہ وعمل بمذھبہ الی انقراض المنقرضین

اس لیے کہ یہ بعید از قیاس ہے کہ امام صاحبؒ کے زمانہ میں اکابر صحابہ کی جماعت موجود ہو اور امام صاحبؒ راویوں کے سینوں اور لوگوں کی زبانوں پر جو علم ہو اس کے حاصل کرنے میں مصروف ہوں پھر طلب علم میں انہماک کا یہ عالم ہو کہ گویا کوئی گم شدہ چیز طلب کر رہے ہیں۔ اور صحابہ خود ان کے شہر میں موجود ہوں یا چند روزہ راہ کی مسافت پر ہوں اور پھر بھی وہ ان کی خدمت میں سفر کر کے نہ پہنچیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر صحابہ سالہا سال کی مسافت پر بھی ہوتے اور امام صاحبؒ لوگوں کو یہ دیکھتے کہ وہ دور دور سے دوڑ دوڑ کر ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور مسافت بعید سے ان کی زیارت کے لیے چلے آرہے ہیں تو یقیناً نئے سرے سے صحابہ سے اس علم کو حاصل کرتے جو پہلے انھوں نے بواسطہ حاصل کیا تھا اور اپنے آپ کو ان حضرات کی طرف سفر کرنے کا زیادہ حق دار سمجھتے۔

رہی یہ بات کہ امام صاحب کثرت ثواب میں سب تابعین پر فائق ہیں اس کی دلیل یہ حدیث نبوی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے جس نے کوئی نیکی کی راہ نکالی اس کو اس نیکی کا بھی اجر ملے گا اور ان لوگوں کا اجر بھی جو قیامت تک اس پر عمل کرتے رہیں گے۔ اور

بل مثل أجور جميع المجتهدين والمتكلمين ومقلديهم لانه اول من اجتهد و ألف في الفقه والكلام. صرح به صاحب التبصرة وغيرها۔ فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشَّاكِرِينَ۔

لہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام ابوحنیفہ رح کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا کہ ان کے ہر مقلد کو رہتی دنیا تک ان کے مذہب پر ہر عمل کرنے والے کو بلکہ امام ابوحنیفہ رح کو اتنا اجر ملے گا جتنا کہ تمام مجتہدین، متکلمین اور ان کے مقلدین کو ملے گا کیوں کہ وہی پہلے شخص ہیں جنھوں نے اجتہاد سے کام لے کر فقہ و کلام میں تصنیفات کیں چنانچہ صاحب "تبصرہ" وغیرہ نے اس بات کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ لہٰذا ہماری بات مان کر اس کی قدر کیجیے۔

الحمدللہ رہوار قلم نے منزل پر پہنچ کر دم لیا، شروع میں یہ خیال بھی نہ تھا کہ یہ بحث اتنی طویل ہو جائے گی مگر

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتیم

مضمون کی ترتیب و تدوین میں درج ذیل مصنفین کی کتب سے استفادہ کیا گیا :۔

(۱) ابن ابی حاتم محمد بن ادریس المنذر التمیمی الحنظلی ۳۲۷ھ
کتاب الجرح والتعديل ۔ الطبعة الاولیٰ دائرة المعارف العثمانیہ حیدرآباد ۱۳۷۱ھ

(۲) ابن الجزری محمد بن محمد ۸۳۳ھ
غاية النهاية في طبقات القراء مطبعة السعاده مصر ۱۳۵۲ھ

③ ابن الجوزی   العلل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیۃ (قلمی)

④ ابن حجر احمد بن علی بن حجر العسقلانی ۸۵۲ھ

① الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (مصر مطبعۃ مصطفیٰ محمد ۱۳۵۸ھ ۱۹۳۹ء جلد ۴) ② الایثار لمعرفۃ الآثار (قلمی) ③ تعجیل المنفعۃ بزوائد رجال الائمۃ الاربعۃ (الطبعۃ الاولیٰ - الہند دائرۃ المعارف النظامیۃ
④ تقریب التہذیب مع المغنی للشیخ محمد الطاہر (دہلی مطبع مجتبائی ۱۳۰۰ھ) ⑤ تہذیب التہذیب (الہند حیدرآباد دائرۃ المعارف النظامیۃ ۱۳۲۵ھ - جلد ۱۲) ⑥ الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ (مصر دار الکتب الحدیثیہ قاہرہ) ⑦ فتح الباری شرح صحیح البخاری (مصر مطبعۃ منیریہ ۱۳۰۱ھ) لسان المیزان (الہند حیدرآباد دائرۃ المعارف النظامیۃ ۱۳۲۹ھ جلد ۶) ⑨ نزہۃ النظر شرح الفکر (طبع لاہور)

⑤ ابن حجر مکی شہاب الدین احمد ۹۷۳ھ

الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم (مصر دار الکتب العربیۃ ۱۳۲۶ھ)

⑥ ابن حیان وکیع محمد بن خلف ۳۰۶ھ   اخبار القضاۃ (مصر مطبعۃ السعادۃ ۱۳۶۶ھ

⑦ ابن خلکان شمس الدین احمد بن محمد ۶۸۱ھ   وفیات الاعیان فی انباء ابناء الزمان (مصر مطبع

⑧ ابن الصلاح ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمٰن ۶۴۲ھ

معرفۃ علوم الحدیث المعروف بمقدمۃ ابن الصلاح (حلب مطبعۃ العلمیۃ ۱۳۵۰ھ طبع اول)

⑨ ابن عابدین شامی سید محمد   عقود اللآلی فی اسانید العوالی (شام مطبعۃ المعارف ۱۳۰۲ھ

⑩ ابن عبدالبر ابوعمرو یوسف بن عبدالبر النمری القرطبی ۴۶۳ھ ① جامع بیان العلم و ما ینبغی فی روایتہ وحملہ (مصر مطبع منیریہ) ② الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء (مکتبۃ القدسی ۱۳۵۰ھ) ③ کتاب الکنی (قلمی) (اس کا قلمی نسخہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سہارنپوری مدظلہم کے کتب خانہ

⑪ ابن عراق ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنانی ۹۶۳ھ

تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ من الاحادیث الشنیعۃ الموضوعۃ (مصر مکتبۃ القاہرہ)

⑫ ابن العماد عبدالحی الحنبلی ۱۰۸۹ھ   شذرات الذہب فی اخبار من ذہب (بیروت مکتب تجاری

⑬ ابن فہد تقی الدین مکی   لحظ الالحاظ بذیل طبقات الحفاظ

(۱۴) ابن کثیر البدایۃ والنہایۃ (مصر المطبعۃ السعادۃ بجوار مصر ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء جلد ۱۴)

(۱۵) ابن منظور جمال الدین محمد بن مکرم الانصاری الافریقی ۷۱۱ھ لسان العرب (طبع جدید)

(۱۶) ابن ندیم محمد بن اسحاق الندیم ابوالفرج ۳۸۵ھ الفہرست (مطبع استقامۃ مصر)

(۱۷) ابن وزیر الیمانی العواصم والقواصم (قلمی۔ ۴ جلدیں)

(۱۸) ابو اسحاق شیرازی شافعی ۴۷۶ھ طبقات الفقہاء (بیروت دار الرائد ۱۹۷۰ء)

(۱۹) ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ۱۵۰ھ ① کتاب الآثار نسخۂ امام محمد (لکھنؤ مطبع انوار محمدی)
② کتاب الآثار بروایت ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری ۱۸۲ھ (مصر مطبعۃ الاستقامۃ ۱۳۵۵ھ)

(۲۰) ابو المحاسن محمد بن یوسف بن علی بن یوسف الدمشقی ۹۴۲ھ عقود الجمان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان (قلمی)

(۲۱) ابو نعیم الاصفہانی احمد بن عبداللہ ۴۳۰ھ مسند ابی حنیفہ (قلمی)

(۲۲) تقی الدین محمد الفاسی الحسنی ۸۳۲ھ العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین (مصر مطبعۃ سنۃ محمدیہ ۱۳۸۱ھ)

(۲۳) حسن بن حسین بن احمد الطولونی رسالۃ فی مناقب الائمۃ الاربعۃ (قلمی)

(۲۴) الخطیب البغدادی ابوبکر احمد بن علی ۴۶۳ھ تاریخ بغداد او مدینۃ السلام (مصر مطبعۃ السعادۃ)

(۲۵) دار قطنی ابوالحسن علی بن عمر ۳۸۵ھ السنن (دہلی مطبع فاروقی)

(۲۶) الذہبی ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ۷۴۸ھ ① تجرید اسماء الصحابۃ ② تذکرۃ الحفاظ (دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن۔ طبع سوم۔ ۴ جلدیں) ③ سیر اعلام النبلاء بتحقیق صلاح الدین المنجد (مصر دار المعارف۔ جلد ۳) ④ العبر فی اخبار من غبر ⑤ معرفۃ القراء الکبار علی الطبقات والاعصار (مصر دار الکتب الحدیثۃ) ⑥ مناقب الامام ابی حنیفۃ وصاحبیہ ابی یوسف و محمد بن الحسن الشیبانی (مصر دار الکتاب العربی)

(۲۷) رشد اللہ سندھی ابو تراب صاحب العلم الرابع الاعلام بروات الامام (قلمی)

(۲۸) زبیدی محمد مرتضیٰ ابوالفیض ۱۲۰۵ھ ① اتحاف سادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین (مصر مطبع میمنیہ ۱۳۱۱ھ) ② شرح القاموس المسمی بتاج العروس من جواہر القاموس (بیروت مکتبۃ الحیاۃ)

(۲۹) زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی ۸۰۶ھ التقیید والایضاح بر حاشیہ مقدمہ ابن الصلاح (مطبع علمیہ حلب)

(۳۰) سبط ابن الجوزی ابو المظفر جمال الدین یوسف بن قزغلی البغدادی ۶۵۴ھ الانتصار والترجیح (مطبعۃ [illegible] الاسلامیہ)